

# جمہوریت کی کہانی

نعیم صدیقی

(۲)

یونان میں سیاسی حکمت کا نشوونما یونان میں ایسے حالات بہم ہو گئے تھے کہ انسانی فکر نے انگڑائی لی، اس نے گرد و پیش پر بھی اور اپنے اوپر بھی نگاہ ڈالی، پھر وہ اٹھی، حرکت میں آئی اور جستجو کے تحقیق کی راہ پر اس نے اقدام شروع کر دیا۔ یادہ تجسس سے سرشار ہو کر ایک بار جب عقل بے سپر ہو گئی تو مختلف علوم کے دروازے کھلتے گئے فلسفہ، طب، فلکیات، ریاضی، اقلیدس، اخلاق، ادب اور سیاست کے ہر دائرے میں اس مخصوص دور تاریخ کے لحاظ سے دیکھیں تو جبریت، انگریز کام ہوا۔ علم الیاست کے میدان میں بھی یونان نے بہت بڑا ترک چھوڑا ہے۔ جدید یورپ جس نے اپنا تہذیبی نسب یونان سے جڑا، اس کے پورے موجودہ تمدن کی جڑیں یونانی حکمت سے مربوط ہیں۔ اور اس کی نابائیاں ہوں یا تاریکیاں دونوں کا فکری رشتہ یونان سے ملتا ہے۔ تمدن حاضر کے دو بڑے پہلو عقیدت اور شہوانیت۔ پوری طرح یونان سے لیے گئے ہیں۔ جدید جمہوریت بھی جس کے اعلا ت علیہ تراورس کے مسائل وسیع تراورس کا فکری سرمایہ ذیق تر ہے، یونان کی سیاسی حکمت سے گہرا رشتہ رکھتی ہے۔ افلاطون اور ارسطو کے افکار جہاں دوسرے مختلف علوم کی ترقی کے محرک بنے ہیں، وہاں انہی سے فردن وسطی کے اروپائی انسان کو وہ سیاسی سوالات اور مباحث کے وہ بیج ہاتھ آئے ہیں جن سے عصر حاضر کے سیاسی فلسفوں اور نظریات کی فصل اٹھی ہے۔ اسی لیے ہمیں یہاں یونان کی سیاسی حکمت کا جائزہ لینا ہے۔

اگرچہ کسی بھی گذشتہ تمدن کے عالم افکار کا صحیح جائزہ لینا بغیر اس کے ممکن نہیں ہوتا کہ

اس کی تاریخ پر نگاہ ڈالی جائے اور یہ دیکھا جائے کہ کس ماحول میں کدھر سے کیا اثرات ایک قوم پر آ کر پڑے۔ پھر سیاسی فکر کا مطالعہ کرنے کے لیے فلسفہ کی دوسری شاخوں اور مذہب و اخلاق کے ہم عصر نظریوں کو دیکھنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ مگر اس طرح کا تحقیقی مطالعہ کرنے میں تو یونان، اس کا تمدن، اس کا فلسفہ اور اس کا علم الہیات ایسے موضوعات ہیں کہ جن پر لکھے والوں نے ضخیم جلدات کے انبار لگا دیئے ہیں اور ابھی کام جاری ہے۔ ہمارے لیے اجمال کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔

تہید کے طور پر ہم یہی بیان کر سکتے ہیں کہ قیامی دور کے ذوق آزادی کے ساتھ جب یونانیوں کو چھوٹی چھوٹی شہری آبادیوں میں رہ کر زندگی کے مسائل کو نسبتاً محدود میدان پر روچنے کا موقع ملا تو ان کی فکر نے آسانی سے ارتقا کے مراحل طے کئے۔

یونانی فلسفہ طلب علم کی آزادانہ خواہش سے شروع ہوا اور ابتداءً علم فی نفسہ مقصود کی حیثیت رکھتا تھا، اس لیے وہ نظریاتی (IDEALISTIC) رنگ میں رنگا ہوا تھا۔ اس کے سامنے سوال یہ تھا کہ دنیا کیسے بنی ہے اور کیسے چل رہی ہے۔ دور اول کے خالص یونانی فلسفہ (GREEK PHILOSOPHY) کے مقابلے میں دوسرا دور جس کو سلیبی رومی فلسفہ (HELLENIC-ROMAN PHILOSOPHY) کا دور کہا جاسکتا ہے اس میں یہ سوال آ شامل ہوتا تھا کہ مرد و انکار (WISE MAN) کو زندگی کیسے بسر کرنی چاہیے۔ گویا اب علم کے لیے غایت معین ہو گئی کہ زندگی بسر کرنے کا صحیح راستہ کیا ہے؟ اس مرحلے میں معاشرہ کے تغیرات اس کا موضوع بن گئے اور تاریخی حوادث نظریات پر اثر انداز ہونے لگے۔ یہ چیز خالص یونانی فلسفہ میں نہ تھی۔ دوسرے لفظوں میں میں ازم کے دور کا فلسفہ سماجی اور مذہبی مقاصد کے حصول میں انسان کی مدد کرنے کے لیے آگے بڑھا۔

لے 4 HISTORY OF ANCIENT PHILOSOPHY—By W. WINDEL BAND P. 4

لے ایضاً۔ ص ۴

یونانی تمدن کے نشوونما میں قیادت ایونیوں (IONIANS) کے ہاتھ رہی جس کا رابطہ ایشیائے صغیر سے تھا۔ یہ لوگ اس سلسلہ جزائر کے باشندے تھے جو یونان کے مغربی اور جنوبی ساحل کے ساتھ ساتھ واقع ہیں اور جن کا مجموعی رقبہ تقریباً ۱۱ سو مربع میل ہے۔ ایونی جن کی معاش سمندر سے وابستہ تھی اور جو بحری تجارت کے علاوہ بحری فزانی بھی کیا کرتے تھے، آزادی کی فضا میں پروان چڑھے۔ سائویں صدی قبل مسیح میں یہ لوگ تین براعظموں کے درمیان بین الاقوامی تجارت کا ذریعہ تھے۔ اس دور میں میلٹس (MILETUS) یونان کی ذہنی زندگی کا مرکز بن گیا۔ یہاں ایک طرف دولت اور خوش حالی آرہی تھی، دوسری طرف دنیا بھر سے اسبابِ تعبش و آرائش پہنچ رہے تھے اور تیسری طرف بین الاقوامی میل جول کی وجہ سے مختلف قسم کے فکری و ثقافتی اثرات بھی کام کر رہے تھے۔

ایونیوں پر اشرافی حکومت (ARISTOCRACY) مسلط تھی، لیکن جب جمہوریت حال شہریوں کا ایک مضبوط طبقہ پیدا ہو گیا تو اس نے اشرافی اقتدار کے خلاف مزاحمت شروع کر دی۔ اس کشمکش کے نتیجے میں چھوٹی چھوٹی مقامی بادشاہتیں قائم ہو گئیں اور بادشاہوں کی درباری مجالس میں علم و ثقافت کے چرچے ہونے لگے۔ اشرافی طبقہ کے لوگ بھی جب سیاست سے کنارہ کش ہوئے تو علم و حکمت سے دلچسپی لینے لگے۔ اسی طرح علمی ترقی کی راہیں کھلیں۔

یونانی ایسے ماحول میں دولت، آزادی اور دانائی سے آراستہ ہو کر دلچسپ سیاسی تجربے کرنے کے قابل ہوئے۔ ان میں اچھنر کا تجربہ سب سے زیادہ اہمیت اختیار کر گیا۔ یونان کے سیاسی تجربات کی اہمیت یہ ہے کہ ان کی وجہ سے سیاسیات (POLITICS) نے ظہور کیا۔ پانچویں صدی ق م سے قبل بادشاہتیں اور رعیتیں تھیں، سیاسیات کا وجود نہ تھا۔

EVERY MANS ENCYCLOPAEDIA — WORD: MILETUS.

۱۔ ایشیائے کوچک کا یہ شہر سیاسی لحاظ سے ایونی حلقہ اقتدار میں تھا اور ہمہ دفاق شہروں میں سے تہائی جنوبی شہر تھا۔ ملاحظہ ہو:

HISTORY OF ANCIENT PHILOSOPHY — BY W. WINDEL BAND: P: 16-17-18

رہیں، بخت نصر، کرومس، لائیڈین اور سائرس نے بڑی عظیم سلطنتوں پر فرما کر ان کی مگر ان کے مقبوضات میں سیاسیات نہ تھیں، کیونکہ سرے سے عوامی مسائل (PUBLIC AFFAIRS) کا وجود نہ تھا۔ مسائل تھے تو وہ فرماں روا اور بالائی طبقہ کے اپنے مسائل تھے۔ حکومت اور جو کچھ اس کے دائرہ کار میں شامل تھا۔ فوجی ملازمت اور محصول بندی سے لے کر شاہی محل کے ایسے عہدوں کی فراہمی تک۔ سارے معاملات فرماں روا کی مرضی اور طاقت کا اظہار تھے۔ بخلاف ان کے یونان میں جو عظیم قدم آگے اٹھا وہ اس امر کا تسلیم کیا جانا تھا کہ عوامی مسائل یاد دہرے لفظوں میں مشترک مفاد کے معاملات بھی کوئی چیز ہیں جو سب کے سامنے آنے چاہئیں۔ اولاً اس لیے کہ ان کا انتظام چلایا جائے اور ثانیاً اس لیے کہ ان کا مطالعہ کیا جائے۔

پس اہل یونان نے واضح طور پر یہ حقیقت سامنے رکھی۔ کہ عوامی یا مشترک نوعیت کے مسائل موجود ہیں جنہیں حل کرنا ہے۔ ان مسائل کے بارے میں ان کا شعور یہ تھا کہ یہ انسانی مسائل ہیں۔ انسانوں کے پیدا کردہ ہیں اور انسانوں ہی کو ان کے حل کرنے کی سعی کرنی ہے عجیب بات ہے کہ وہ مذہباً پرامن قوتوں۔ اصنام۔ پر اعتقاد رکھنے اور ان کو شمت کرمانے کے باوجود سماجی و سیاسی معاملات میں تن بہ تقدیر نہیں ہوئے بلکہ ان معاملات کو چلانے میں انہوں نے اپنی ذمہ داری کو محسوس کیا۔ پھر سیاسیات کے انسانی معاملات کو انہوں نے اپنی قدامت پسندی (CONSERVATISM) کے باوجود ہمیشہ عقل و تدبیر سے حل کرنے کی کوشش

THE LEGACY OF GREECE. CH: POLITICAL THOUGHT-BY A.E.

ZIMMERN P: 331-2

LEGACY OF GREECE. CH: POLITICAL THOUGHT-BY A.E.

ZIMMERN P: 332-333

کی۔ وہ حقیقت پسندانہ نقطہ نظر سے کام لیتے تھے اور ان کی سیاسی بصیرت اپنے سامنے کی دنیا اور انسانی فطرت کے مطالعہ پر مبنی تھی۔ اس طرح یونانیوں میں سیاسی حکمت نے کونسلیں چھوڑیں۔ یہ حکمت جس کے ابتدائی ابواب آج کے دورِ خرد میں طفلانہ معلوم ہوتے ہیں اور جس کے تکبیلی کارناموں کو بھی انسانی فکر کا فائدہ پیچھے چھوڑ چکا ہے، جمہوری لحاظ سے اس کی قدر و قیمت کا ایک راز یہ ہے کہ اس کا نقشہ ہر یونانی کو استبداد سے نفور کرنے والا تھا۔ اس حکمت کے بانیوں میں ہزار اختلافات تھے مگر وہ ایک چیز پر متفق تھے کہ "استبداد" (TYRANNY) حکومت کی بدترین شکل ہے، کیونکہ استبداد کے معنی غیر قانونی قوت کا استعمال ہے۔ خواہ وہ اپنے مقاصد اور نتائج کے لحاظ سے مفید ہی کیوں نہ پڑے۔ ایسی صورت میں بھی یہ اس لیے بُرا ہے کہ یہ حکومت خود اختیاری کے لیے تباہ کن ہے۔ کیا خوب کہا ایک دلدادہ جمہوریت (EURIPIDES) شاعر نے:-

"اس سے بدتر دشمن کوئی نہیں ہو سکتا کہ ایک ریاست پر مطلق العنان فرماں روا مسلط ہو جس کے دور میں قوانین عام کا وجود ہی نہ ہو۔ بلکہ وہ فرماں روا قانون کو اپنے ذاتی دستِ تصرف میں رکھ کر فرماں روائی کرے۔"

یہ تو تھی تمہیدی باتیں؛ آئندہ شمارے میں ہم انشاء اللہ یونانی حکمت کے ارتقا کی داستان عرض کریں گے۔

LEGACY OF GREECE: Ch. POLITICAL THOUGHT

BY - G. H. SABINE.

لے P. 335-337

A HISTORY OF POLITICAL THEORY - BY GEORGE H. SABINE P: 29 لے

THE SUPPLIANTS, II. 429-432

سے پوری نظم کے لیے دیکھیے :-